سے تعلیمی وظیفے پر وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ چلے گئے اور کولمبیا یونی ورسٹی میں داخلہ لیا۔ انہوں نے معاشیات میں اسی یونی ورسٹی سے ایم اے پاس کیا۔ اس کے بعد 1916 میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال وہ انگلینڈ چلے گئے اور لندن اسکول آف اکنامکس میں داخلہ لے لیا۔ اسی کے ساتھ ہی وہ اکنامکس میں ایم ایس سی اور بیرسٹری کی تیاری کرتے رہے۔ لیکن 1917 میں ان کا یہ تعلیمی سلسلہ اس وقت رک گیا جب بڑودہ اسٹیٹ سے ملنے والا وظیفہ، جو ایک خاص مدت کے لئے تھا، بند ہو گیا۔ نتیجتاً انہیں ہندوستان واپس آجانا پڑا۔

ہندوستان واپس آکر انہوں نے پروفیسر آف کامرس اور اکنامکس کی حیثیت سے سیڈی ہام (Sydeham) کالج میں ملازمت شروع کر دی۔ اس عہدے پر 1918ء سے 1920ء تک وہ کام کرتے رہے۔ اس دوران انہوں نے اپنی تنخواہ کے کچھ روپے بچا کر محفوظ کر لئے تھے اور کچھ دوسرے مخلصین نے امداد کی جس کی بدولت وہ دوبارہ 1920ء میں انگلینڈ چلے گئے اور اپنی ادھوری تعلیم پوری کی۔ انہوں نے 1921ء میں ایم ایس سی اور 1923ء میں ڈی ایس سی کی ڈگریاں حاصل کیں اور بیرسٹری بھی پاس کر لی۔ اس کے بعد ہندوستان واپس آگئے۔

ہندوستان واپس آکر انہوں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور اس وقت سے وہ سماجی اصلاح اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے لگے۔ اس دوران انہوں نے صحافت سے بھی خود کو جوڑا۔ اصلاح کے لئے انہوں نے کئی سیاسی اور سماجی تنظیمیں قائم کیں اور آخر کار انہوں نے اچھوت سمجھی جانے والی ذاتوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا جس کے اثرات آج واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

انہوں نے اچھوتوں کو یہ صلاح دی کہ 'ہم اس وقت تک کوئی ترقی نہیں کر سکتے جب تک ہم تین مرحلوں میں اپنے اندر کی صفائی نہیں کرتے۔ ہمیں اپنے عام اخلاقی برتاؤ کو اوپر اٹھانا ہوگا۔ اپنے تلفظ کو سدھارنا ہوگا اور خیالات کو نئی طاقت دینی ہوگی۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ عہد کریں کہ آپ مردہ یا سڑے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے درمیان سے اونچ نیچ کے بھید بھاؤ ختم کریں۔ آپ عہد کیجیے کہ آپ بچے کھچے اور پھینکے ہوئے ٹکڑے نہیں کھائیں گے۔ ہم خود صرف اسی صورت میں اوپر اٹھ سکتے ہیں اگر ہم اپنی مدد آپ کریں۔ اپنی عزت نفس دوبارہ حاصل کریں اور اپنی طاقت کو جانیں۔'

بھیم راؤ نے جو تحریک چلائی اس کی اونچی ذات کے لوگوں کی طرف سے زبردست مخالفت ہوئی۔ لیکن انہوں نے حوصلہ نہیں ہارا۔ انہوں نے قانونی طور پر بھی مخالفوں کی مخالفت کا جواب دیا اور وہ جس تحریک یا مشن کو

لے کر چلے تھے، اس میں کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے ملک وقوم کی اہم خدمات بھی انجام دیں۔ اس لئے ان کا شمار جدید ہندوستان کے معماروں میں ہوتا ہے۔

بھیم راؤ امبیدکر کے کارناموں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ وہ عملی سیاست کے میدان میں بھی کودے اور کامیاب رہے۔ چنانچہ اس دور کے اہم سیاسی رہنماؤں مثلاً گاندھی جی اور نہرو جی سے بھی ان کے نزدیکی مراسم رہے۔ چنانچہ آزادی کے بعد جب ملک کی آئین سازی کا مرحلہ درپیش آیا تو دستور ساز کمیٹی میں وہ صدر کے عہدے پر فائز کیے گئے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جب ان کی عمر چودہ برس تھی اور وہ پانچویں درجے کے طالب علم تھے تو ان کی شادی 9 برس کی لڑکی رامابائی سے ہوئی تھی۔ رامابائی کے انتقال کے بعد انہوں نے ایک اونچی ذات کی تعلیم یافتہ خاتون سے شادی کی۔

بھیم راؤ امبیدکر ہندوستانی سماج میں چھوا چھوت کے رواج سے بہت ہی برہم اور بیزار تھے۔ اس لئے انہوں نے بدھ مذہب قبول کرلیا۔ ان کے اس قدم سے متاثر ہوکر دوسرے اچھوت طبقہ کے لوگوں نے بھی کثیر تعداد میں اپنا مذہب تبدیل کرلیا اور بودھسٹ ہوگئے۔ آگے چل کر وہ صرف اچھوتوں کے رہنما ہی نہیں رہے بلکہ ہندوستانی قوم کے رہنما سمجھے جانے لگے۔ وہ بودھ مذہب کے ماننے والوں میں بھی احترام کی نظر سے دیکھے جانے لگے۔ مذہبی تقاریب اور تقاریر کے سلسلے میں انہیں ان ممالک سے بھی دعوت نامے ملنے لگے جہاں بودھوں کی کافی تعداد ہے۔ بہت سارے اعزازات سے بھی نوازے گئے۔ ہندوستان کے سب سے بڑے اعزاز 'بھارت رتن' سے نوازے گئے۔

5 دسمبر 1956ء کی رات ڈاکٹر بھیم راؤ امبیدکر سونے کے لئے بستر پر گئے تو نیند ہی میں وفات پاگئے۔ بودھ دھرم کے ماننے والے کہتے ہیں انہیں نروان مل گیا۔

ڈاکٹر باباصاحب بھیم راؤ امبیدکر نے زندگی بھر انتھک کوششیں کیں۔ ان کا مقصد تھا کہ پسماندہ طبقات کو بیدار کرنا، اٹھانا اور ہندوستانی سماج میں برابری اور بھائی چارگی پیدا کرنا۔ ڈاکٹر امبیدکر نے ہمارے ملک کو وہ دستور دیا جو مذہب، ذات، عقیدہ اور جنس کے امتیاز کو ختم کرتا ہے اور تہیہ کرتا ہے کہ ملک کے تمام لوگوں کو یکساں مواقع فراہم کرے گا۔ یہ دستور مرد مرد کے درمیان اور عورت اور مرد کے بیچ مساوات قائم کرتا ہے۔ اس میں عام لوگوں کو

شادی بیاہ، طلاق، گود لینے، وراثت اور تعلیم کے حقوق دیئے گئے ہیں۔

اس طرح بھیم راؤ امبیڈکر نے ہندوستان کی دستور سازی میں ایک اہم اور تاریخی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں دستور ہند میں سیکولرزم کا تصور پیش کر کے ہندوستان کے کثیر مذہبی اور کثیر لسانی معاشرے میں مساوات پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی جو ہندوستانی جمہوریت کے روشن مستقبل کی ضامن ہے۔

ماخوذ

لفظ و معنی

پسماندہ طبقہ	۔	پچھڑی ہوئی آبادی کے لوگ
حقارت کی نظر سے	۔	کسی کو نیچی نگاہ سے دیکھنا، ذلیل اور کم تر سمجھنا
جانفشانی	۔	محنت، مشقت
اچھوت	۔	جن کو چھونے کے لائق بھی نہیں سمجھا جائے
ملازمت	۔	نوکری
روایت	۔	کوئی رواج جو بہت زمانے سے چلا آرہا ہو
حوصلہ افزائی	۔	حوصلہ بڑھانا، دلجوئی کرنا
وظیفہ	۔	تعلیم کے لئے امدادی رقم، اسکالرشپ
مخلصین	۔	خلوص والے، ہمدرد
تنظیم	۔	کوئی کام کرنے کے لئے بنایا گیا ادارہ
معمار	۔	بنانے والے
برہم	۔	ناراض
بیزار	۔	پریشان
احترام	۔	عزت
اصلاح	۔	سدھار، بہتری
منتقل	۔	ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا

معاشیات - ایکونومکس، مادی وسائل اور ذرائع سے متعلق ایک شعبہ علم

مراسم - تعلقات

رہنما - لیڈر

آپ نے پڑھا

- ہندوستان کے اکثریتی فرقہ میں صدیوں سے ایک سماجی برائی چلی آرہی ہے جس کا نام چھوا چھوت ہے۔ اکثریتی فرقے کے اونچی ذات کے لوگ نیچی ذات کے لوگوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں، یہاں تک کہ ان کو اپنے پاس سے گزرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ نہ انہیں مندر میں پوجا کرنے دیتے ہیں، نہ ہی اپنے کنویں سے پانی بھرنے دیتے ہیں۔
- ایسے ہی سماج میں بھیم راؤ امبیدکر کی پیدائش ہوئی تھی۔ انہیں بھی طرح طرح کی ذلتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ایسے حالات سے ان کے والد اور دادا کو بھی گزرنا پڑا تھا۔
- امبیدکر حالات کے آگے جھکے نہیں، بلکہ انہوں نے حالات کو بدلنے کی کوشش کی تاکہ حقارت کی نگاہ سے دیکھی جانے والی نیچی ذاتوں کو حق اور انصاف ملے۔ اس کے لئے وہ مسلسل کوشش کرتے رہے اور لڑائی لڑتے رہے۔ ان کا ایک بہت بڑا کام ہندوستان کی دستور سازی ہے۔

مختصر ترین سوالات

1. بھیم راؤ امبیدکر کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. بھیم راؤ امبیدکر کے والدین کے نام لکھیے۔
3. بھیم راؤ کے والد فوج میں کس عہدے سے سبکدوش ہوئے؟
4. بھیم راؤ کی شادی کس عمر میں اور کس سے ہوئی؟
5. بی۔اے کرنے کے لئے بھیم راؤ نے کس کالج میں داخلہ لیا؟
6. بدھ مذہب میں 'نروان' کا کیا تصور ہے؟

SOLUTION ABSOL PATNA

مختصر سوالات

1. اسکول میں بھیم راؤ کے ساتھ طلبہ اور اساتذہ کا سلوک کیسا تھا؟
2. بھیم راؤ کا خاندان ممبئی جا کر کیوں بس گیا؟
3. بھیم راؤ کے حصول تعلیم پر پانچ جملے لکھیے۔
4. بھیم راؤ امبیڈکر کی آئینی خدمات کو مختصراً بیان کیجیے۔

طویل سوالات

1. بھیم راؤ امبیڈکر کی سوانح لکھیے۔
2. ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی آئینی خدمات کا جائزہ لیجیے۔
3. آزاد ہندوستان کے معاشرتی انقلاب میں امبیڈکر کی خدمات پر روشنی ڈالیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی شخصیت پر طلبہ کے ساتھ ایک مذاکرہ کیجیے۔
2. ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی سیاسی، آئینی اور معاشرتی خدمات کی ایک فہرست تیار کیجیے۔

لطف الرحمٰن

ان کا اصل اور ادبی دونوں نام لطف الرحمٰن ہے۔ ان کی پیدائش چھپرہ ضلع کے بنیار پور قصبہ میں 1941 ء میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام مولوی عبدالغفور مرحوم تھا۔ اور والدہ کا نام بی بی آمنہ خاتون تھا۔ ان کا آبائی وطن موضع ریونڈھا ضلع دربھنگہ تھا اور ننیہال بنیار پور تھا جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بنیار پور میں ہی ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو چند سال ریونڈھا میں بھی رہے۔ لطف الرحمٰن بچپن سے ہی ذہین تھے اس لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کیا اور ڈبل ایم اے اور پی ایچ ڈی بھی کیا۔ یہاں تک کہ ایم اے میں گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے تدریسی خدمات کا آغاز بھاگلپور یونی ورسٹی سے کیا اور صدر شعبۂ اردو بھاگلپور یونی ورسٹی کے عہدہ پر پہنچ کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

لطف الرحمٰن کو سیاست سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ چنانچہ بھاگلپور اسمبلی حلقہ سے ایک بار قانون ساز اسمبلی کے لئے منتخب بھی ہوئے اور راشٹریہ جنتا دل سرکار میں کابینہ درجہ کے وزیر بھی ہوئے۔

آپ کو طالب علمی کے زمانے سے ہی مضامین نویسی اور شعر و شاعری سے فطری دلچسپی تھی۔ تنقید، افسانہ نگاری اور شاعری آپ کے مخصوص موضوعات رہے ہیں۔ آپ کی شاعری کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ تازگی برگ نوا (مجموعہ غزل)، بوسۂ نم (مجموعہ غزل)، صنم آشنا (مجموعہ نظم)۔ ان کے علاوہ تنقید کے موضوع پر ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں جدیدیت کی جمالیات، نقد نگاہ، نثر کی شعریات، راسخ عظیم آبادی، تعبیر و تنقید اور شہر وفا وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ شعری تخلیق اور دیگر تخلیقی عمل آج بھی جاری ہے۔

اردو ڈراما نگاری اور آغا حشر

اس مسلمہ حقیقت کے باوجود کہ آغا حشر کے بغیر اردو ڈرامے کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی، آغا حشر کی فن کارانہ شخصیت تضاد کا شکار رہی ہے۔ نقادوں کی ایک جماعت ان کو اردو کا شیکسپیئر اور دوسری عامیانہ اور سطحی مذاق کا تخلیق کار سمجھتی ہے۔ اس تضاد آرا کا بنیادی سبب اردو تنقید کی روایتی کج بینی تنگ نظری اور تعصب ہے یہ ایک معروضی سچائی ہے کہ آغا حشر کے نقادوں نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ احتشام حسین لکھتے ہیں:

> 'اگر وہ سستی شہرت سے بچ کر ڈرامے لکھتے اور زندگی کی انفرادی اور سماجی کشمکش کی بنیادوں پر اپنی ڈراما نگاری کی عمارت کھڑی کرتے ہیں تو حشر کا نقش تاریخ ادب پر اور گہرا ابھرتا ہے اور وہ ان نقائص کا شکار نہ ہوتے جو پارسی اسٹیج نے انہیں ورثے میں دیا۔'

وقار عظیم لکھتے ہیں:

> 'جس طرح یہ کمپنیاں بے شمار ہیں، اسی طرح ڈراما لکھنے والوں کی تعداد بھی انگنت ہے لیکن ان میں سے اکثر میں نہ صحیح ذوق ہے نہ صحیح علمی استعداد۔ اس لئے ڈراموں میں عموماً مذاق عام کی تسکین کی کوشش کی گئی ہے۔'

یہ دونوں رائیں انتہا پسندانہ ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ آغا حشر کی فنکارانہ انفرادیت کا تجزیہ کرتے ہوئے ان نقادوں نے تخلیق کے زمانی پس منظر اور آغا حشر تک پہنچنے والی ڈراما کی روایت کو نظر انداز کر دیا۔

یہ ایک کائناتی صداقت ہے کہ ہر ادب اپنی عصری حسیت اور تہذیبی روایت کا آئینہ دار ہوتا ہے عظیم ادب کی ایک اہم پہچان یہ بھی ہے کہ وہ عصری حسیات و کیفیات کی تقیدی آئینہ داری کے ساتھ ساتھ بعض ایسی صداقتوں کا عکاس بھی ہوتا ہے جو ماورائے عصر ہوتی ہیں یعنی ایسے ادب میں عصریت ابدیت سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ تخلیق کا زمانی و مکانی منظر و پس منظر سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کسی بھی فنی تجربے کی عصری و ابدی

قدروں کا عرفان وشعور اس کی عصری حسیات اور تہذیبی اقدار کی بنیاد پر ہی ممکن ہے سنگ بنیاد کی اہمیت وحیثیت کو نظر انداز کر کے تنقیدی مطالعے کی دیوار تا ثریا بھی گئی تو کج ہی رہے گی۔ اردو تنقید نے آغا حشر کے مطالعہ میں اس کی کج روی کا ثبوت دیا ہے۔

آغا حشر کی فنی انفرادیت اور امتیاز کے تعین کے لیے اس حقیقت کو نظر انداز کرنا صحت مند تنقیدی رویہ نہیں ہوگا کہ آغا حشر سے قبل تک سنسکرت ڈراما نگاری کی مستحکم روایت کے باوجود اردو تمثیل نگاری فنی وفکری لحاظ سے معتبر و مستحکم نہ تھی یعنی اردو نے سنسکرت ڈراما نگاری کی دیرینہ عظیم الشان روایتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا حالانکہ سنسکرت سے فارسی اور اردو میں جمالیاتی روایت کی درآمد بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔

اس کے باوجود اردو تمثیل داستانی ماحول ومعاشرے اور روایات وجمالیات سے زیادہ متاثر رہی لکھنؤ کے شاہی اسٹیج اور عوامی اسٹیج کا غالب رجحان یہی تھا اس وقت کے اردو ڈراموں میں بالعموم پرستان کی فضا اور پریوں اور شاہزادوں کی تخیلی اور غیر ارضی کہانیاں پیش کی جاتی تھیں۔ مکالموں میں پر تکلف مقفی اور مسجع زبان کا التزام کیا جاتا تھا۔ مکالموں کے درمیان گیت اور غزل کی کثرت ہوتی تھی ڈراما کا بنیادی مقصد عوامی ذوق کی تسکین اور حصول زر تھا۔ ڈراما نگاری کی حد تک تفنن طبع کو حاصل فن سمجھا جاتا تھا۔

فن کے جمالیاتی تقاضوں کی تکمیل کا بنیادی مقصد بے خبری کا شکار تھا جیسا کہ فی زمانہ فلموں کا حال ہے بنیادی مقصد سستی فلموں کے ذریعہ عوام الناس کے ذوق کی تکمیل اور تجارت اور منافع کا حصول ہے۔ اس مقصد کے لئے ہندوستان کی دیرینہ تہذیبی اور ثقافتی قدروں کو فیشن پرستی، مادیت پسندی اور جدت پسندی کے نام پر قربان کیا جارہا ہے جس کی انتہا کسی بھی عام فلم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان فلموں کو حقیقی زندگی سے دور کا بھی رابطہ و واسطہ نہیں ہے۔ مگر حصول زر کے لئے ایسی فلمیں بنے بنائے فارمولوں کے تحت تیزی کے ساتھ ڈھل رہی ہیں۔ آغا حشر کے زمانے میں بھی ڈراما کمپنیوں کا مقصد حصول زر اور تجارت تھا۔

آغا حشر کی ڈراما نگاری کا آغاز 1901ء میں ہوا۔ ان کے بہت قبل سر سید کی علی گڑھ تحریک پوری طاقت و توانائی کے ساتھ سامنے آچکی تھی۔ حالی، شبلی، محسن الملک اور وقار الملک کی کوششوں کی بنا پر ایک نئے سماج اور معاشرے کی تشکیل کی کوششوں کو مقبولیت حاصل ہو رہی تھی۔ اور نئی تعلیم کی تحریک برگ و بار لا رہی تھی۔ ادب میں بھی انقلاب آچکا تھا۔ علی گڑھ تحریک کے زیر اثر ادب کا سماجی اور معاشرتی رشتہ وتعلق سامنے آچکا تھا۔ ادب کے

سماجی کردار کا احساس عام ہو رہا تھا۔ ایسی تخلیقات سامنے آرہی تھیں جو سماج اور معاشرے کی نئی روایتوں کی تشکیل و تعمیر کر رہی تھیں۔ یعنی جدید ادب و شاعری کی بوطیقا زیر تحریر تھی۔ لیکن اردو ڈراما نگاری اپنی پرانی ڈگر پر سفر طے کرتی رہی۔

یہ درست ہے کہ آغا حشر کے قبل طالب بنارسی، بیتاب دہلوی اور احسن لکھنوی نے ڈراموں میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں لیکن یہ تبدیلیاں بھی عوامی پسند اور ناپسند کو ملحوظ رکھ کر کی گئی تھیں۔ آغا حشر بھی اپنے ابتدائی دور میں اپنے پیش روؤں کی روایت سے گہرے طور پر متاثر رہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ دور ان کی مشق و ممارست کا دور تھا۔ وہ ناٹک اور اسٹیج کی دنیا میں نووارد تھے۔ مگر جلد ہی ان کی ریاضت اور مشق و ممارست نے انہیں منفرد تخلیقی شعور کا حامل بنا دیا۔ چنانچہ انہوں نے بنی بنائی ڈگر سے انحراف کیا۔

آغا حشر پہلے ڈراما نگار ہیں جنہوں نے سب سے پہلے عصری زندگی کی حقیقتوں کو موضوع فن کی حیثیت دی اپنے ڈراموں میں سماجی اور معاشرتی مسائل کو جگہ دی۔ جدید اردو ادب و شاعری میں جو اولیت حسین آزادی، حالی اور شبلی کو ہے وہی اولیت اردو ڈرامہ نگاری میں آغا حشر کو ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اردو میں جدید ڈراما نگاری آغا حشر سے شروع ہوئی۔

آغا حشر کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مقفی اور مسجع اسلوب اور عبارت آرائی کی جگہ عوامی گفتگو اور لب ولہجہ کو عام کرنے کی روایت قائم کی۔ ڈرامے کی زبان کو اردو نثر کی ارتقائی تحریک و تاریخ سے ہم آہنگ کر کے اردو ڈراما نگاری کے اسلوب میں ایک انقلاب پیدا کیا۔ غزلوں اور گیتوں کے حد سے زیادہ استعمال میں اعتدال و توازن پیدا کیا۔ اردو ڈرامے کی زبان کو عصری نثری اسلوب سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ آغا حشر کا یہ اقدام اپنے سے قبل ڈراما نگاری کی روایت سے بغاوت کے مترادف تھا۔

آغا حشر کے ڈراموں میں اسیر حرص، شہید ناز، مار آستین، صید ہوس، خواب ہستی، خوبصورت بلا، یہودی کی لڑکی، رستم و سہراب، اور سلور کنگ وغیرہ سے ان کے منفرد اسلوب اور نثری روایت کا بخوبی اندازہ ممکن ہے۔ خاص طور پر 'سلور کنگ' اور 'رستم و سہراب' میں آغا حشر کی مذکورہ بالا خصوصیتیں زیادہ روشن ہیں۔ ان ڈراموں میں عصری زندگی کے آثار و کوائف کی بھرپور آئینہ داری ہوئی ہے۔ زبان و اسلوب میں بھی جدت و ندرت موجود ہے۔

آغا حشر اردو ڈرامہ نگاری کی تاریخ میں صف اول کے فنکار ہیں۔ ان کے بعد اسٹیج ڈراموں کا فن تقریباً

پس پشت پڑ گیا اور ادبی ڈراموں کا آغاز ہوا۔ پھر فلم کی ایجاد و مقبولیت نے اردو ڈرامہ نگاری کی روایت پر بے حد منفی اثرات ڈالے لیکن عصر حاضر میں بعض اہم ڈراما نگار سامنے آئے ہیں۔

اسٹیج ڈراما نگاری کی روایت کو مقبول عام بنانے اور استحکام بخشنے والوں میں آغا حشر صف اول کے فنکار ہیں۔ اردو ڈراما کو موضوع، فن اور اسلوب کی سطح پر انہوں نے ترفع سے ہم کنار کیا اور عصری زندگی اور معاشرتی تقاضوں اور عوامی شعور کی بیداری اور آزادی و انقلاب کی تحریک کو فعال اور دو آتشہ بنانے میں لازوال حصہ لیا۔ وہ اردو ڈرامے کے شیکسپیئر ہیں کہ نہیں اسے قطع نظر پریم چند اور اقبال سے کسی بھی طرح ان کا تخلیقی مرتبہ کم نہیں ہے۔

لفظ و معنی

اظہار خیال	۔	اپنے خیالات اور نظریات کو واضح کرنا
واضح	۔	کھلا، صاف
اردو کا شیکسپیئر	۔	شیکسپیئر انگریزی ادب کا ماہر ڈرامہ نگار تھا اس کی نسبت سے
عامیانہ	۔	سطحی، بہت اعلیٰ نہیں، معمولی
مقبول	۔	ہر دل عزیز، سب کا پسندیدہ
عکاس	۔	تصویر بنانا، آئینہ دکھانا، سچ سچ بیان کر دینا
روایت	۔	تاریخ، پچھلے واقعات اور حدِ ۔ یَ روشنی میں س کو جانچنا
جرأت	۔	ہمت، کوشش
منفی اثرات	۔	وہ اثرات جس کے اثرات صحیح رجحان نہیں رکھتے، غلط مقصد
قوم پرستی	۔	اپنی قوم کی خدمات کا خیال رکھنا، قوم کا بھلا چاہنے والا

آپ نے پڑھا

- لطف الرحمٰن نے اپنے اس تنقیدی مضمون 'اردو ڈراما نگاری اور آغا حشر' پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس بات کی طرف واضح اشارے کیے ہیں کہ اب تک ان کو اردو کا شیکسپیئر اور دوسری طرف عامیانہ اور سطحی مذاق کا تخلیق کار

سمجھا جاتا رہا۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر بہر حال ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ ڈراما لکھنے والوں اور انہیں منظر عام میں مقبول بنانے کی تمام کوششوں میں ایک طرف انہوں نے اتنی عجلت دکھائی کہ وہ ایک خاص سطح کے فنکار بن کر رہ گئے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ سنیما ہو یا ڈراما اور افسانہ وہ زمانے کا عکاس ہوتا ہے جس میں وہ لکھا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اس میں زمانی اور مکانی حدود سے آگے کے بھی بہت سارے نکات چھپے ہوتے ہیں۔

- آغا حشر کے سامنے سنسکرت ڈراما کی طویل روایت رہی ہے۔مگر اس سے لوگوں نے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان کے یہاں واحد مقصد تفنن طبع اور ذوق ادب کی تسکین ہی تھا۔ اسی وجہ سے اس میں فارمولا فلموں کی طرح دلچسپی کے عناصر پر خاص توجہ دی جاتی رہی۔

مختصر ترین سوالات

1. لطف الرحمٰن کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. لطف الرحمٰن کس پارٹی کے وزیر اور ایم ایل اے رہے؟
3. لطف الرحمٰن کی کسی دو کتاب کا نام لکھیے۔
4. آغا حشر کے کسی ایک ڈراما کا نام لکھیے۔
5. ڈراما کی تکمیل کا لازمی عنصر کیا ہے؟

مختصر سوالات

1. لطف الرحمٰن کی زندگی کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔
2. مضمون نگاری کی مختصر تعریف لکھیے۔
3. تنقید کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔
4. ڈراما کی مختصر تعریف لکھیے۔
5. آغا حشر کشمیری کی ڈراما نگاری پر پانچ جملے لکھیے۔

طویل سوالات

1. لطف الرحمٰن کی تنقید نگاری پر ایک مضمون لکھیے۔
2. آغا حشر کشمیری کی ڈراما نگاری پر روشنی ڈالیے۔

3. اردو میں تنقید کے آغاز وارتقا پر روشنی ڈالیے۔

4. اسم کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام بیان کیجئے۔

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے اردو کے معیاری ڈراموں کی ایک فہرست بنایئے۔

2. تنقید کے موضوع پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک مذاکرہ کیجئے۔

آریہ بھٹ اور تریگنا

آریہ بھٹ : ہندوستان کے عہد قدیم کی تاریخ میں گپت دور کو سنہرا دور کہتے ہیں۔ اس دور کے حکمراں علم دوست اور انصاف پسند تھے۔ اس دور میں بڑے بڑے سائنس داں بھی تھے۔ آریہ بھٹ جیسے عظیم سائنس داں کا تعلق اسی دور سے تھا۔ وہ اپنے وقت کا عظیم ماہر علم نجوم، علم ریاضی اور علم الجبر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مشہور ماہر علم ریاضی پائتھا گورس کی رہنمائی آریہ بھٹ نے ہی کی تھی۔

آریہ بھٹ کی جائے پیدائش کے بارے میں حتمی طور پر تو کچھ کہنا مشکل ہے لیکن قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ پٹنہ کے مغرب میں کھگول میں اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ کھگول کے معنی علم نجوم سے ہوتا ہے اور آریہ بھٹ کا تعلق علم نجوم سے تھا۔ اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ کھگول ہی آریہ بھٹ کی جائے پیدائش ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش 476ء ہے اور 564ء میں 88 سال کی عمر میں اس کی وفات ہوگئی۔

آریہ بھٹ کے خدمات : وہ گپت عہد حکومت کا نہ صرف یہ کہ ماہر علم ریاضی تھا بلکہ علم نجوم کے میدان میں بھی ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ موجودہ دور کے سائنس داں آج بھی حیرت زدہ ہیں کہ ڈیڑھ ہزار سال قبل کے ایک سائنس داں نے علم نجوم کے ایسے اصول وضع کئے جو آج بھی سائنس دانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ سائنس کے محققین لکھتے ہیں کہ آریہ بھٹ نے پٹنہ شہر سے تیس کیلو میٹر جنوب میں مسوڑھی کے نزدیک تریگنا میں اپنے تحقیقی کاموں کے لئے ایک تجربہ گاہ قائم کیا تھا۔ اور تریگنا میں ہی بیٹھ کر آریہ بھٹ نے اپنے مشہور تصنیف 'آریہ سدھانت' اور 'تنتر' کو لکھا تھا۔ وہ دنیا کا پہلا سائنس داں تھا جس نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا کہ زمین گول ہے اور اپنے محور پر گھومتے ہوئے سورج کی گردش کرتی ہے۔ چنانچہ اس سائنس داں نے سب سے پہلے سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرائیں۔

آج علم ریاضی میں عالمی سطح پر نظام اعشاریہ (Dismal System) کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا

جا سکتا۔ بلکہ سائنس کے تمام شعبوں میں نظام اعشاریہ کی اہمیت مسلم ہے۔ سائنسی تحقیق کا یہ عظیم کارنامہ آریہ بھٹ جیسے سائنس داں نے انجام دیا۔

کہا جاتا ہے کہ علم ریاضی میں صفر کا تصور آریہ بھٹ نے ہی پیش کیا تھا۔ علم نجوم کے تعلق سے بھی آریہ بھٹ کی کئی اہم تحقیقات ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کے سائنس داں بھی سورج گرہن 2009ء کو دیکھنے کے لئے صحیح جگہ کی تلاش وجستجو آریہ بھٹ کی کتابوں کے مطالعہ سے ہی کیا۔ چنانچہ آریہ بھٹ کی کتاب میں اس نظام شمسی کے سیاروں کی گردش، دوری اور مختلف تاروں کے حرکات وسکنات پر عجیب وغریب معلومات موجود ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آریہ بھٹ کی سائنسی تحقیقات پر ازسرنو تحقیق کی جائے تاکہ اس کے اہم سائنسی ایجادات سے آج کی دنیا روشناس ہو سکے۔ اسی عظیم سائنس داں نے سورج کے تعلق سے یہ مسلمہ اصول پیش کیا کہ ہماری زمین سورج کا طواف کرتی ہے اور سورج اپنے آپ میں ساکت ہے۔

سورج گرہن : کسی سیارہ یا ستارہ پر جزوی یا مکمل طور پر پردہ پڑ جانے کو گرہن کہتے ہیں۔ ہم زمین کے باشندوں کو دو طرح کے گرہن سے واسطہ پڑتا ہے۔ سورج گرہن (Solar Eclipse) اور چاند گرہن (Luner Eclipse)۔ یہ گرہن اس وقت واقع ہوتے ہیں جب ایک سیارہ یا ستارہ کسی دوسرے سیارے یا ستارے پر اپنا سایہ ڈالتا ہے۔

چونکہ چاند زمین کا طواف کرتا ہے اور زمین سورج کا طواف کرتی ہے اسی لئے چاند اور زمین کے اس طواف کے دوران چاند کا زمین اور سورج کے درمیان آجانا لازمی امر ہے۔ ایسی صورت میں چاند کا جزوی یا مکمل سایہ سورج پر پڑتا ہے اور سورج کی روشنی زمین پر آنے میں مزاحمت پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں سورج گرہن ہوتا ہے۔ جزوی سورج گرہن اور مکمل سورج گرہن اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ چاند اپنا سایہ سورج پر کس طرح اور کس زاویئے سے ڈالتا ہے یعنی جزوی سایہ ڈالنے پر جزوی سورج گرہن ہوتا ہے اور کلی سایہ ڈالنے پر مکمل سورج گرہن ہوتا ہے۔ لیکن اتنی بات طے ہے کہ مکمل سورج گرہن سو سال کی طویل مدت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ سورج گرہن ایک جغرافیائی واقعہ ہے جو تاریخ کے ابتدائی دور سے ہی ہوتا آرہا ہے اور انسان اسے ننگی آنکھوں سے دیکھتے آئے ہیں۔ لیکن آج بھی سورج گرہن کا واقعہ انسانوں کے لئے تجسس کا موضوع بنا ہوا ہے۔

ترگنا کی جغرافیائی اہمیت : ترگنا پٹنہ سے دکھن جانب ۳۰ کیلومیٹر کی دوری پر مسوڑھی سب ڈویژن میں واقع ہے۔ اور اسی مناسبت سے پٹنہ گیا ریلوے لائن میں مسوڑھی اسٹیشن کا نام ترگنا رکھا گیا ہے۔ مسوڑھی اسٹیشن سے محلہ رحمت گنج تک بشمول سب ڈویژن کے تمام سرکاری دفاتر ترگنا کے ہی حلقہ میں آتے ہیں یعنی ترگنا کا علاقہ پچھم میں سون ندی اور پورب میں پن پن ندی تک پھیلا ہوا ہے۔ ترگنا کے محل وقوع کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ وہاں سالوں بھر آسمان میں فضا صاف رہتی ہے۔ یہاں سے تاروں، سیاروں اور مکمل نظام شمسی کی تحقیق کرنا نسبتاً آسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آریہ بھٹ نے اپنے جغرافیائی تحقیق کے لئے اس مقام کو منتخب کیا اور وہاں اپنے تحقیق کے لئے ایک تجربہ گاہ بنایا۔ ترگنا ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی 'تارے گننا' کے ہوتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے اس مقام کا نام ترگنا رکھا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ آریہ بھٹ نے ساٹھ فٹ کی بلندی کا ایک ٹیلہ بنایا جس پر بیٹھ کر وہ رات کو تاروں اور سیاروں کے بارے میں تحقیقی کام کیا کرتا تھا۔ نظام شمسی کی رفتار، سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں تفصیلی معلومات آریہ بھٹ نے ترگنا میں ہی حاصل کئے۔ اپنی تحقیقات کے نتائج کو اس نے اپنی ایک کتاب میں تحریر کئے جو آج کے سائنس دانوں کے لئے رہنمائی کا کام کرتی ہے۔

2009ء کا سورج گرہن اور ترگنا : اکیسویں صدی کا سب سے بڑا سورج گرہن 22 رجولائی 2009ء کو پیش آیا۔ اس سورج گرہن کی اہمیت اس لئے بڑھ گئی کہ ایسا سورج گرہن ایک صدی کے بعد ہی واقع ہوتا ہے۔ امریکہ کے سائنسی تحقیق ادارہ ناسا (NASA) کے ایک سائنس داں جے اینڈرسن جو گزشتہ بیس سالوں سے 2009ء میں پیش آنے والے اس سورج گرہن پر تحقیقی کام کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے 2008ء میں 200 صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں انہوں نے واضح کیا کہ اس سورج گرہن کے مشاہدہ کے لئے مناسب ترین مقام ترگنا ہے۔ پھر کیا تھا ترگنا کو عالمی سطح پر شہرت حاصل ہوگئی۔ اس کی وجہ سے 1500 سو سال قبل کے ترگنا میں آریہ بھٹ کے تجربہ گاہ کی تاریخ زندہ ہوگئی۔

جولائی 2009ء کے پورے مہینہ میں ملکی اور غیر ملکی اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں ترگنا کو نمایاں مقام حاصل ہوگیا۔ 22 رجولائی کی تاریخ قریب آتی گئی اور ترگنا سے متعلق ساری دنیا کا تجسس بڑھتا چلا گیا۔ ناسا رپورٹ میں جے اینڈرسن (J. Anderson) نے ترگنا کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہاں بادل

چھانے کا اوسط امکان بہت کم ہے اور دھوپ کی تمازت بھی دوسرے شہروں کے مقابلہ میں 43 فیصد زیادہ ہے۔ اس صورت میں سورج گرہن کے نظارے اور مشاہدہ کے لئے ترےگنا مناسب ترین مقام ہے۔

22 رجولائی 2009ء کے اس سورج گرہن کا مشاہدہ کرنے کے لئے ملک اور بیرون ملک کے سائنس داں بہار کی راجدھانی پٹنہ پہنچنے لگے۔ یہاں تک کہ امریکہ کے ناسا اور اسرو جیسے سائنسی تحقیقی اداروں کے سائنس دانوں کی ٹیم بھی وہاں پہنچ گئی۔ پولینڈ کے سائنس دانوں کی ایک ٹیم بھی گئی۔ دہلی اور نینی تال کے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سائنس دانوں کی جماعت 21 رجولائی کو ترےگنا پہنچ گئی۔ حکومت بہار نے اپنے تمام اعلیٰ افسروں کو نظم ونسق سنبھالنے کے لئے ترےگنا بھیج دیا۔ ترےگنا اسپتال کی نئی عمارت کو سائنس دانوں کے مشاہدے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ چھت کے اوپر مختلف قسم کے آلات نصب کئے گئے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں عام لوگ رات میں ہی پٹنہ سے ترےگنا آچکے تھے۔ 22 رجولائی کو سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی انتظار کی گھڑی ختم ہونے والی تھی جب سارا سورج چاند کے لپیٹ میں آنے والا تھا اور سورج کے اوپری کنارے کا وہ حصہ جو ہیرے کی انگوٹھی کی شکل میں ہوگا، روشن دکھائی دینے والا تھا۔ ہزاروں لوگوں کی آنکھوں پر سورج گرہن دیکھنے کے لئے ایک خاص قسم کے چشمے لگے ہوئے تھے۔ لوگوں کا تجسس رفتہ رفتہ بڑھتا جارہا تھا لیکن افسوس کہ ترےگنا کا آسمان اچانک ابر آلود ہوگیا بارش کے قطرات بھی گرنے لگے۔ صبح 5 بج کر 29 منٹ اور 58 سکنڈ کا وہ لمحہ آہی گیا جس کا ساری دنیا کو شدت سے انتظار تھا۔ لیکن انسان کی ساری تیاریوں نے نظامِ قدرت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اس کے باوجود لوگوں نے ایک عجیب وغریب ماحول کا نظارہ کیا۔ ایسا لگا کہ رات واپس ہوگئی اور ہر طرف گھنا اندھیرا چھا گیا۔ ان لمحات میں جانور سہمے ہوئے نظر آئے۔ پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے نظر آئے اور مشرق کی جانب آسمان میں تارے بھی نظر آئے اور درجہ حرارت میں کمی کا احساس بھی ہوا۔

'ہیرے کا چھلہ' دیکھنے کی تمنا لئے ملک اور بیرون ملک کے سائنس داں واپس ہونے لگے اور اب اس چھلہ کو دیکھنے کے لئے دنیا کو 123 سالوں تک انتظار کرنا پڑے گا۔ دن میں مکمل تاریکی اور ایک عجیب وغریب خاموش منظر اور ہزاروں ہزار افراد کا ہجوم ترےگنا کے لئے اب ایک ناقابلِ فراموش تاریخی واقعہ بن گیا ہے۔

ماخوذ

لفظ و معنی

عہد	۔ زمانہ
قدیم	۔ بہت پرانا
علم دوست	۔ علم سے دلچسپی رکھنے والے
انصاف پسند	۔ انصاف کرنے والے
سائنس داں	۔ علم سائنس کا ماہر
علم ریاضی	۔ علم الحساب
پائتھا گورس	۔ ایک مشہور سائنس داں کا نام
علم نجوم	۔ ستاروں سے متعلق علم
آریہ بھٹ	۔ ہندوستان کے ایک مشہور سائنس داں کا نام
وضع کرنا	۔ ایجاد کرنا
محقق	۔ تحقیق کرنے والے
تجربہ گاہ	۔ سائنسی تجربوں کا مرکز
محور	۔ دھوری
گردش کرنا	۔ گھومنا
افادیت	۔ فائدہ، فائدے کا اندازہ
شعبہ	۔ گوشہ۔ تعلیم کا محدود حلقہ
جستجو	۔ تلاش
نظام شمسی	۔ سورج اور اس کے اردگرد گردش کرنے والے سیاروں کا مجموعہ
جزو	۔ تھوڑا، ٹکڑا
امر	۔ معاملہ
طواف	۔ کسی چیز کے چاروں طرف گھومنا
از سرنو	۔ نئے سرے سے

آپ نے پڑھا

- ہندوستان کی قدیم تاریخ میں گپت دور کو ہندوستان کا سنہرا دور کہا جاتا ہے۔ اس دور کے حکمراں نہ صرف یہ کہ علم دوست اور انصاف پسند تھے بلکہ عالموں اور سائنس دانوں کی سرپرستی بھی کرتے تھے۔
- آریہ بھٹ جیسے عظیم سائنس داں کا تعلق گپت دور سے تھا اور صوبہ بہار کو اس عظیم سائنس داں کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آریہ بھٹ ایک عظیم سائنس داں ہونے کے علاوہ ماہر نجوم، علم ریاضی اور علم الجبر تھا۔ مشہور ماہر علم ریاضی پاتھا گورس کی رہنمائی آریہ بھٹ نے ہی کی تھی۔
- آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل آریہ بھٹ نے علم نجوم کے ایسے اصول وضع کئے تھے کہ جن کو دیکھ کر آج کے سائنس داں حیرت زدہ ہیں۔ یہ اصول آج بھی سائنس دانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔
- آریہ بھٹ نے پٹنہ سے بیس کیلومیٹر جنوب میں مسوڑھی کے پاس ترگنا میں اپنے تحقیقی کاموں کے لئے ایک تجربہ گاہ قائم کیا تھا۔ اور وہیں بیٹھ کر اس نے سائنس کے موضوع پر 'آریہ سدھانت اور تنتر' نام کی ایک کتاب لکھی اور پہلی بار یہ ثابت کیا کہ زمین گول ہے اور یہ اپنے محور پر گھومتے ہوئے سورج کی گردش کرتی ہے۔
- سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں آریہ بھٹ نے تفصیلی معلومات فراہم کرائیں۔ کسی سیارہ یا ستارہ پر جزوی یا مکمل طور پر پردہ پڑ جانے کو گرہن کہتے ہیں۔ ہم زمین کے باشندے کو دو طرح کے گرہن سے واسطہ پڑتا ہے۔ سورج گرہن (Solar Eclipse) اور چاند گرہن (Luner Eclipse)۔ یہ گرہن اس وقت واقع ہوتے ہیں جب ایک سیارہ یا ستارہ کسی دوسرے سیارے اور ستارے پر اپنا سایہ ڈالتا ہے۔

معروضی سوالات

1. آریہ بھٹ کی پیدائش کہاں ہوئی۔

(الف) بہار　　(ب) جھارکھنڈ　　(ج) اڑیسہ　　(د) آسام

2. آریہ بھٹ نے اپنا تجربہ گاہ کہاں قائم کیا؟

(الف) گیا　　(ب) ترگنا　　(ج) پٹنہ　　(د) کھگول

3. ہندوستان میں گپت عہد کو کیسا دور کہا جاتا ہے؟

(الف) جمہوری دور (ب) ترقی پسند دور (ج) سنہرا دور (د) تاریک دور

4. آریہ بھٹ کا تعلق کس عہد سے تھا؟

(الف) گپت عہد (ب) مغلیہ عہد (ج) موریہ عہد (د) برٹش عہد

5. آریہ بھٹ نے کس سائنس داں کی رہنمائی کی تھی؟

(الف) گیلیلیو (ب) پائتھوگورس (ج) تھامس ایڈیشن (د) ابوالکلام

مختصر سوالات

1. سورج گرہن اور چاند گرہن کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔
2. آریہ بھٹ کی جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش پر روشنی ڈالیے۔
3. تریکنا کے محل وقوع پر پانچ جملے لکھیے۔
4. کیا سورج گرہن کو ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟
5. 2009ء کے سورج گرہن کی اہمیت بیان کیجیے۔

طویل سوالات

1. سورج گرہن اور چاند گرہن کے اسباب پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔
2. آریہ بھٹ کے سائنسی کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. سورج، چاند اور زمین کی تصویر بنا کر گرہن کو دکھائیں۔
2. کلاس گلوب کی مدد سے زمین کی گردش کو معلوم کریں۔
3. آریہ بھٹ کے سائنسی ایجادات اور کارناموں کا ایک چارٹ بنائیں۔
4. سورج گرہن اور چاند گرہن کے موضوع پر کلاس میں ایک مذاکرہ کریں۔